

سائنس اور وجودِ باری تعالیٰ پر ایمان

جناب ریاض الحسن نوری صاحب

آج کل بعض لوگوں نے جو اپنے آپ کو جدید اور قدیم دونوں علوم سے آراستہ سمجھتے ہیں، علمی مسائل میں یہ طریقہ اختیار کر لیا ہے کہ وہ اپنے مضامین یا گفتگو میں مغرب کے ایسے غیر معروف اور کم حیثیت منکرِ خدا فلسفیوں کا کچھ اس انداز میں تذکرہ کرتے ہیں گویا وہ کوئی بڑے عظیم مفکر ہوں اور ان کے اقوال سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ فلسفہ و سائنس کی نظر میں وجودِ باری ثابت نہیں ہے۔ اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ جدید دور کے تقریباً سارے ہی قابلِ ذکر فلسفی اور سائنس دان وجودِ باری تعالیٰ کو تسلیم کرتے ہیں۔ بڑیٹرسل نے ان کا ذکر اپنی مشہور کتاب "فلسفہ مغرب کی تاریخ" میں کیا ہے۔ بڑیٹرسل دورِ حاضر کا ایک عظیم سائنس دان تھا۔

رسل نے لکھا ہے کہ ایک زمانے میں پادریوں نے سائنس کی شدید مخالفت کی تھی۔ وہ دور پادریوں کے جبروت کا دور تھا۔ انہوں نے مشہور سائنس دان گیلیلیو پر سخت مظالم کیے، مگر اس کا خدا پر ایمان سائنسی انکشافات کی وجہ سے اتنا پختہ ہو چکا تھا کہ وہ برا بھلا سہتا رہا لیکن حمدِ الہی کے گیت گاتا رہا۔ بقول رسل گیلیلیو زبردست مذہبی آدمی تھا۔ وہ کہتا تھا کہ خدا ہر آن اپنی نئی سے نئی شان سائنسی قوانین کی صورت میں ظاہر کرتا رہتا ہے، اور ہر سائنسدان اپنے علم کے ذریعے سے اللہ کے قوانینِ فطرت کو دیکھ کر اور ان کی معرفت حاصل کر کے پکا خدا پرست بن جاتا ہے۔

بڑیٹرسل کی رائے یہ ہے کہ نئے دور کے سارے سائنسدان نہ صرف خدا پرست ہیں بلکہ شرافت و بھلائی کے بھی اچھے نمونے ہیں۔ اب یہ ایک مسلہ امر ہے کہ جدید سائنس کی بنیاد مسلمان سائنسدانوں نے ہی رکھی تھی یہ مسلمان سائنسدان نہ صرف پختہ عقائد کے حامل تھے بلکہ طبعی علوم کے انکشافات کے سبب آیاتِ الہی کے گہرے مطالعہ کی مدد سے عشقِ الہی سے بھی سرشار تھے۔ یورپین سائنسدان، مسلمان سائنسدانوں کی دریا فتوں کو اب

تک جو اپنی دریافتیں بنا کر مشہور کرتے رہے تھے اس کا پردہ بھی اب چاک ہوتا جا رہا ہے۔ اس طرح جدید سائنس میں بھی مسلمانوں کی دوڑاٹی ہوئی خدا پرستی کی روح موجود ہے۔ برٹریڈ رسل کا دعویٰ ہے کہ نیوٹن اور اس کے دور کے سارے مغربی سائنسداں خدا کے وجود اور اس کے عظیم خلاق اور قانون ساز ہونے کے قائل تھے۔ نیوٹن کی رائے تھی کہ قانون ثقل اور دیگر قوانین قدرت سبحی کی دریافت سے سائنس نے ترقی پائی ہے یہ سب خدا کے ہاتھ ہوئے ہیں۔

برٹریڈ رسل کی رائے ہے کہ فرانسیس بیکن نے بھی عربوں کی سائنسی روایات کو ہی اپنے ہاں جاری کیا۔ اس نے لکھا ہے کہ فرانسیس بیکن، راجر بیکن اور ڈیلس یہ سب اپنے اپنے وقت میں یکے بعد دیگرے خدا پرست تھے۔ اسی طرح مشہور فلسفی اور سائنسداں ڈیکارٹ بھی ایک پختہ اعتقاد خدا پرست سائنسداں تھا۔ اس نے وجود باری تعالیٰ کے حق میں زبردست سائنسی دلائل بھی فراہم کیے اور وجود باری تعالیٰ کو منطقی اور سائنسی طور پر ثابت کرنے کی کامیاب کوشش کی۔ اسی طرح کیپلر، اسپنوزا بھی خدا پرست تھے۔ اسپنوزا نے خدا کے وجود کے ثبوت میں علیحدہ دلائل فراہم کیے۔ اس کا قول ہے

”انسانی ذہن کی سب سے اعلیٰ خوبی یہ ہے کہ وہ معرفت الہی حاصل کرے اور اس کی سب سے بڑی نیکی بھی یہی ہے کہ وہ خدا کی معرفت کی جستجو کرے۔“

برٹریڈ رسل نے لکھا ہے کہ مشہور سائنسداں لیبنز بھی لاسخ العقیدہ خدا پرست تھا۔ اس نے خدا کے وجود کے لیے، بعد الطبیعیات کے اصولوں کو سامنے رکھ کر بہترین دلائل پیش کیے۔ اس نے ان میں کارلائل، بائرن اور لٹشے وغیرہ کا مختصر ذکر بھی کیا ہے۔ کارلائل نے تو حضور اکرم کی تعریف و توصیف میں وہ مشہور مضمون لکھا تھا جس کا عنوان ”ہیرو پیغمبر“ تھا۔ بائرن اگرچہ بڑا کٹر اور متعصب شخص تھا لیکن خدا کو بہر حال مانتا تھا۔ اسی طرح فرینکلن جو ایک مشہور امریکن ماہر طبیعیات اور سیاست دان تھا اس نے آسمانی بجلی پر کام کر کے دنیا کو متحیر کر دیا تھا۔ اس نے امریکن فلاسوفیکل سوسائٹی کی بنیاد رکھی تھی۔ وہ بھی پختہ خدا پرست اور عقیدہ آخرت اور حساب کتاب کا قائل تھا۔ وہ اس زندگی کو خدا کا انعام اور احسان سمجھتا تھا۔ رسل کہتا ہے کہ جب فلسفہ کی سوسائٹی کی بنیاد رکھنے والے خود خدا اور آخرت دونوں کے قائل ہوں تو پھر فلسفہ کو مطعون کرنا انصاف نہیں ہے۔

ایک بہت بڑے یونانی فلسفی سقراط کو بھی زہر کا پیالہ پلایا جا رہا تھا تو اس نے ایٹقنزر کے لوگوں کو

مناطب کر کے کہا تھا "اے ایجتھنز کے لوگو میں تمہاری عزت کرتا ہوں اور تم سے محبت کرتا ہوں مگر جہاں تک حکم کی بجائے اور میری کا تعلق ہے میں تمہارا نہیں بلکہ صرف خدا کا حکم بجالاؤں گا۔"

پاسکل فرانس کا ایک عظیم ریاضی دان، سائنس دان، اور فلاسفہ تھا۔ اس کے علم و فہم پر تبصرہ کرتے ہوئے برٹریڈ رسل نے لکھا ہے "پاسکل نے اپنی ریاضی کی عظیم صلاحیت و ذہانت کو خدا پر قربان کر دیا، طبیعیات کے طالب علم پاسکل لاء سے خوب واقف ہیں۔ پاسکل کا سوانح نگار لکھتا ہے "پاسکل نے ریاضی کی دنیا میں اس طرح قدم رکھا کہ اس نے بارہ سال کی عمر میں ہی خود اپنی جیومیٹری بنانے کی سعی کی۔ سولہ سال کی عمر میں اس نے (محرومی اشکال کی جیومیٹری) پر کتاب لکھی۔ لیکن پاسکل نے سائنسی تحقیقات زیادہ عرصہ تک جاری نہیں رکھیں۔ وہ جلد ہی دنیاوی علاقے سے کنارہ کش ہو کر یاد الہی میں مشغول ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے سائنسی تصنیفات کے علاوہ مذہب پر بھی کتابیں لکھیں۔ ایک جگہ وہ لکھتا ہے "سیدھے سادھے عام لوگوں کو بغیر دلائل کے خدا پر پختہ ایمان رکھتے ہوئے دیکھ کر آپ حیران نہ ہوں۔ خدا ان میں اپنی محبت خود پیدا کرتا ہے۔ خدا ہی ان کے دلوں کو یقین کی طرف مائل کرتا ہے۔"

پاسکل کے بعد رسل نے لاک کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ لاک ایک راسخ العقیدہ پکا خدا پرست انسان تھا۔ لاک کو ڈیکارٹ کے دلائل بسلسلہ اثبات وجود باری پسند تھے اور وہ ان کو کافی سمجھتا تھا۔ مشہور فلسفی کانت کا بھی یہ خیال تھا کہ چونکہ اس دنیا میں نیک لوگ بہت نکالیف اٹھاتے ہیں اس لیے اگلا جہان ہونا بہت ضروری ہے جہاں پورا انصاف کیا جائے گا۔ کانت اپنے دلائل کو ایسا پختہ خیال کرتا تھا کہ کوئی ان پر اب تک کوئی حرف نہیں لاسکا۔"

مشہور فلسفی اور خطیب برکلی آئرلینڈ کا رہنے والا تھا۔ وہ اتنا ذہین تھا کہ ۲۲ سال کی عمر میں ہی بریٹنی کالج کا فیلو بن گیا تھا۔ اس نے بھی خدا کی موجودگی کے بالکل نئے دلائل پیش کیے۔ اس کی خدا پرستی مضبوط دلائل پر قائم تھی۔

رسل نے ہیوم کی یہ رائے تحریر کی ہے کہ "تجربہ اور مشاہدہ سے انسان کچھ بھی نہیں سیکھ سکتا۔" گویا ہیوم اس نظریے کا قائل نظر آتا ہے کہ علم وحی سے ہی انسان راہ ہدایت پاسکتا ہے۔ مجرد تجربہ اور مشاہدہ انسان کو تسکین نہیں پہنچاتا۔

یورپ میں رومانی تحریک کی ایک عظیم شخصیت روسو ہے جو ایک عظیم سیاسی مفکر ہے۔ اس نے ڈی جان اکبڈمی

کے مقرر کردہ عنوان ”کیا آرٹ اور سائنس نے انسانیت کو فائدہ پہنچایا ہے؟“ پر لکھا ہے کہ ”ان دونوں نے کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔ فائدہ صرف مذہب لے پہنچایا ہے۔“ چنانچہ اس نے انجام حاصل کر لیا، یہاں تک کہ اس نے خدا کو ثابت کرنے کے جو دلائل پیش کیے ان کو عیسائیوں کے پروٹسٹنٹ فرقہ نے بھی اپنا لیا۔ روسو بہت ہی پکا خدا پرست تھا۔ ایک مرتبہ ایک دعوت کے موقع پر کسی شخص نے ایسی بات کہہ دی جس سے خدا کے وجود کے بارے میں شک کا اظہار ہوتا تھا۔ اس پر روسو فوراً دعوت چھوڑ کر چلے جانے کے لیے تیار ہو گیا۔

والٹا ر بھی اسی دور کا فلسفی تھا۔ وہ کہتا ہے:

”اگر خدا نہیں ہے تب بھی اس کو فرض کیے بغیر کام نہیں چل سکتا۔“

رسل لکھتا ہے کہ ”ہیکل بھی خدا کو مانتا ہے البتہ اس کا تصور خدا ارسطو کے تصور خدا کی طرح ہے؛ رسل نے ارسطو کا تصور خدا یہ بیان کیا ہے:

”تمام جاندار کم یا زیادہ درجہ میں خدا کی موجودگی کو ضرور محسوس کرتے ہیں اور ان میں خدا کے چاہنے اور اس سے محبت کرنے کی وجہ سے ہی حرکت پیدا ہوتی ہے۔ پس سب حرکات کا اصل منبع خدا ہے۔ اور تمام جانداروں کے افعال کا فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔“

رسل نے ایک امریکی فلاسفر سینٹاٹنا کا بھی ذکر کیا ہے جو مذہب کو بہت چاہتا تھا۔ رسل لکھتا ہے:

”جب وہ خدا پر یقین رکھتا ہے تو بالکل ایسے جیسے وہ روز ویلٹ یا چرچل یا ہٹلر کی حقیقت اور وجود پر یقین رکھتا ہے۔ اس کے نزدیک خدا بھی ایسی ہی حقیقی چیز ہے نہ کہ محض ایک نظریہ جس کے اچھے اثرات ہوتے ہوں۔“

آخر میں ایک جگہ رسل لکھتا ہے

”میں خود تو اس پر یقین نہیں رکھتا کہ فلسفہ مذہب کے اصولوں کو صحیح ثابت کر سکتا ہے یا ان کو غلط ثابت کر سکتا ہے۔“ مگر افلاطون کے وقت سے لے کر آج تک اکثر فلسفیوں نے اس بات کو اپنے کام کا ایک لازمی حصہ ضرور سمجھا ہے کہ وہ انسان کے مرکز جی اٹھنے اور خدا کے ثبوت کے لیے دلائل مہیا کرتے رہیں حقیقت یہ ہے کہ محدودے چند کو چھوڑ کر بیشتر سائنسدانوں اور فلسفیوں نے وجود باری تعالیٰ کے بارے میں نئے سے نئے دلائل مہیا کیے ہیں اور اب جدید عصری تحقیقات اور نئی طبیعیات نے تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر کے سائنس کو ہی خدا کے سامنے سر بسجود کر دیا ہے۔

اس طرح برٹریڈ رسل نے اپنے علمی مضمون میں یہ ثابت کیا ہے کہ تمام قابل ذکر سائنسداں اور فلسفی خدا کے وجود کے قائل رہے ہیں اور یہ ایک غیر سائنٹفک بات ہے کہ خدا کے وجود سے انکار کیا جائے۔